رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی جہاد رقادیاں بینی ✱ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹرز
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ✱ (ابن یعقوب) شیخ محمود احمد احمدی قادیانی

جلد ۲۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ جون سنہ ۱۹۲۰ء | نمبر (۲۱)

کیا اسلام جبر کی تعلیم دیتا ہے؟

جناب مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل شمس (سیکھوانی)

آج تیرہ سو سال کے بعد ایسی پاک تعلیم پر وہ پاک تعلیم جو امن کو قائم کرنے والی اور صلح و آشتی کی تعلیم ہے جسنے کہ عرب کے جاہل اور امی باشندوں کو اپنی خوبیوں کی وجہ سے ایسا گرویدہ کر لیا تھا۔ کہ انھوں نے اس تعلیم کو قائم کرنیکے لیے ہر طرح کی مصائب اور بلیات اور شدائد اور تکالیف کو برداشت کیا۔ اور وہ نہ ہٹے جبتک کہ انھوں نے اس پاک ربانی تعلیم کی خوبیوں کا لوگوں سے اقرار نہ کرا لیا۔ اسپر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ وہ جبر کی تعلیم ہے اور اسکے پھیلنے کا باعث اکراہ اور قتل ہے۔ اور کوئی چیز نہیں۔ سو ہم اس مضمون کو دو حصوں پر منقسم کرتے ہیں ایک حصہ میں تو ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ آیا اسلام مذہب کے پھیلانے میں جبر کو جائز رکھتا ہے یا نہیں دوسرے حصہ میں یہ بتائیں گے کہ کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور نیز مسلمانوں کا لڑنا کس وجہ سے تھا۔

پہلے ہم اسلام کی تعلیم دیکھتے ہیں کہ آیا اس میں مذہب کے پھیلانے کے لیے جبر و اکراہ کی اجازت ہے یا نہیں۔ خدا فرماتا ہے

(۱) لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

کہ مذہبی معاملہ میں کسی قسم کی زبردستی اور اکراہ جائز نہیں کیونکہ ہدایت اور گمراہی دونوں کھل گئی ہیں کہ گمراہی کیا ہے اور ہدایت کیا ہے اسواسطے جبر کرنا کہ تم اسکو ضرور مانو ٹھیک نہیں ہے۔

(۲) وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون (توبہ)

فرمایا اگر مشرکین میں سے کوئی تیرے پاس پناہ چاہے تو تو اس کو پناہ دیدے۔ تا کہ وہ اللہ کے کلام کو سنے۔ پھر اسکو اس کے امن کی جگہ پہنچا دے۔

(۳) فانما علیک البلاغ وعلینا الحساب (رعد)

کہ اے رسول۔ تجھپر صرف پہنچانا ہے انکو منوانا تیرے لیے ضروری نہیں آگے حساب انکا ہمارے ذمہ میں ہے۔

(۴) فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر

اے رسول تو نصیحت کر۔ تیرا کام تو نصیحت کرنا ہے۔ تو انکا داروغہ نہیں ہے کہ تجھے ان کا منوانا ضروری ہو

(۵) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلناک علیھم حفیظا (نساء ع ۱۱)

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی تو اسنے خدا کی بھی اطاعت کی اور جو شخص پھر گیا۔ اور نہ مانا تو یہ ضروری نہیں کہ تو ان کو منوا کے چھوڑے کیونکہ ہم نے تجھکو محافظ بنا کر نہیں بھیجا

(۶) انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما (نساء ع)

ترجمہ:۔ ہمنے تیری طرف حق کے ساتھ ایسی کتاب کو کو اتارا ہے تاکہ تو اس چیز کے ساتھ جو خدا نے تجھے دکھایا ہے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔ خائنوں کے لیے تو خصیمت بن اور مت جھگڑ ان لوگوں سے جو اپنی جانوں کی خیانت کرتے ہیں اور حق کو قبول نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ خوان اثیم کو پسند نہیں کرتا۔

(۷) وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا احاط بھم سرادقہا (کہف ع)

اور تو کہدے کہ یہ حق ہے خدا کی طرف سے پس جو شخص چاہے ایمان لے آئے اور جو شخص چاہے وہ اسکا انکار کردے۔ لیکن اتنا معلوم رہے کہ جو لوگ حق کا انکار کرینگے انکو ہم دوزخ میں ڈالیں گے اور انکے لیے ہمنے آگ تیار کی ہوئی ہے۔ دیکھو مذکورہ بالا آیات سے کیسے صراحتاً ثابت ہے کہ اسلام جبر کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ وہ ایک اتفاق اور اتحاد اور صلح و آشتی کی تعلیم دیتا ہے وہ یہ وما علی الرسول الا البلاغ کہ حق سنا دیا جائے اور لوگوں کو چاہیئے وہ ان سے سن لیں آگے یہ کہ ان کو جبراً منوایا جائے یہ جائز نہیں کیونکہ سچے مذہب کو قبول کرنے یا نہ کرنے کی جزا و سزا خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے کہ وہی ان کو جزا و سزا دے گا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا جن لوگوں نے پہلے پہل اسلام کو اختیار کیا تھا وہ جبراً مسلمان کیے گئے تھے۔ یا انھوں نے خود اسلام میں کوئی خوبی دیکھکر اس پاک مذہب کو اختیار کیا تھا۔ سو جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یتیم رہ چکے تھے۔ اور نہ آپ کوئی بڑے عہدے پر ممتاز تھے۔ آپنے بچپن میں بکریاں بھی چرائیں اور ہر قسم کی تکالیف اٹھائیں اور لوگوں سے گالیاں بھی کھائیں۔ لیکن با وجود ترقی کے سب ظاہری اسباب کی عدم موجودگی میں آپکا ایسے لوگوں کی جماعت پیدا کر لینا جنھوں نے خدا تعالیٰ کے نام پر اپنی جانیں دیدیں اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں انکو ایسی ایسی ایذائیں دی گئیں جنکو دیکھکر ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر تمام مورخ موافق مخالف اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ صحابہ نبی کریم بہت مطیع تھے اور انھوں نے ایک ایسے طور پر ترقی کی جسکی نظیر دنیا میں ملنی بہت مشکل ہے۔ اور ان کے رگ و ریشہ میں اسلام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جسکو دنیاوی تکالیف نہ نکال سکیں۔ یہاں پر چند اشعار حضرت مسیح موعود جو آپنے صحابہ کی تعریف میں لکھے ہیں درج کرتا ہوں۔

قد آثروک وفارقوا احبابھم
وتباعدوا من حلقة الاخوان
قد ودعوا اھواءھم ونفوسھم
وتبرّؤا من کل نشب فان
ظہرت[1] علیھم بینات رسولھم
فتمزق الاھواء کالاوثان
قد ھاضھم ظلم الاناس وضیمھم
فتثبتوا بعنایة المنان
نھب اللئام نشوبھم وعقارھم
فتھللوا بجواھر الفرقان
کسحوا بیوت نفوسھم وتبادروا
لتمتع الایقان والایمان
قاموا باقدام الرسول بغزوھم
کالعاشق المشغوف فی المیدان
فدم الرجال لصدقھم فی حبھم
تحت السیوف اریق کالقربان

ترجمہ (۱) صحابہ نے تجھکو (نبی کریم کو) ترجیح دی اور اپنے احباب سے جدا ہو گئے اور اپنے بھائیوں کے حلقے سے انھوں نے دوری اختیار کی (۲) اور انھوں نے اپنے نفسانی خواہشات کو بالکل ترک کر دیا۔ اور ہر ایک فانی مال سے بیزار ہو گئے۔ (۳) جب انپر ان کے رسول کی بینات ظاہر ہوئیں تو ان کی نفسانی خواہشات بتوں کی طرح ریزہ ریزہ ہو گئیں (۴) انکو لوگوں کے ظلم و ستم نے توڑ دیا لیکن وہ خدا تعالیٰ منان کی عنایت سے ثابت قدم رہے (۵) لئیموں نے ان کے مالوں اور جاگیروں کو لوٹ کھسوٹ لیا۔ تو وہ فرقان کے جواہر سے آراستہ ہوئے (۶) انھوں نے اپنے نفسوں کو جھاڑ دیا۔ اور ایقان اور ایمان حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھے (۷) اور وہ ہر ایک مشکل جگہ اور لڑائیوں میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آگے بڑھانے سے آگے بڑھکر ایسے عاشق کی طرح کھڑے ہوئے جسکے دل میں محبت گڑ ہی ہوئی ہو۔ (۸) پس لوگوں کے خون ان کی محبت میں سچے ہونے کی وجہ سے تلواروں کے نیچے قربانیوں کیطرح بہائے گئے۔"

پس غور کرنیکی بات ہے کہ اگر وہ جبر سے مسلمان بنائے گئے ہوتے تو ان سے ایسے کام سرزد ہو سکتے تھے؟ ہرگز نہیں اور ان کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اسلام کی محبت داخل ہو سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔ وہ کیا چیز تھی جس نے انکے دلوں کا شکار کر لیا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق، عادات، تجلیات، شیم و خصائل اور باقی تمام امور معاشرت و عبادات وغیرہ میں سب سے بڑھکر ہونا تھا۔ اور آپکی تعلیم کا دلکش ہونا اور محبت اور نرمی اور صلح کی تعلیم ہوتا تھا۔ جسنے ان کے دلوں کو گرویدہ کر لیا تھا۔ نہ کہ جبر و اکراہ سے کوئی دل سے نہیں مانا کرتے اور نہ ہی ان سے ایسے کام صادر ہو سکتے ہیں۔ جو خدام اسلام سے صادر ہوئے۔ پس یہ اعتراض کہ اسلام جبر کی تعلیم دیتا ہے بالکل غلط ہے ٭ (باقی باقی)

[1] اس شعر کے متعلق حافظ روشن علی صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ ایکدفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے مجھے ارشاد فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کے قصائد میں سے اشعار سناؤں تو میں نے اس قصیدہ کو پڑھنا شروع کیا جب میں اس شعر پر پہنچا تو آپ رونے لگ گئے اور فرمایا کہ بس کرو۔ اور سب کو چلے جانیکا حکم دیا جب دن ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں روئے تھے تو آپنے فرمایا کہ مجھے موجودہ مسلمانوں کی حالت دیکھکر رونا آیا۔ دیکھو انپر نبی کریم کے نشانات ظاہر ہوئے تو انھوں نے اپنی تمام نفسانی خواہشات کو اپنے سے نکال دیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے اتنے نشانات دکھائے۔ لیکن پھر بھی انھوں نے آپ کو قبول نہ کیا اسلیے میں نے ان کی اس حالت کو دیکھ کر ان کے لیے دعا کی + ۱۲ منہ

قادیان دارالامان مورخہ ۷ رجون ۱۹۲۰ء

نبوت مسیح موعود علیہ السلام

از قلم ندرت رقم حضرت مولانا راجیکی صاحب۔

قبل اسکے کہ ہم حضرت مسیح موعود کی نبوت کے ثبوت میں دلائل نبوت کا ذکر کریں پہلے اس بات کا پیش کر دینا مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کی تعریف کیا ہے اور ثبوت کسے کہتے ہیں کیونکہ جبتک نبوت کی تعریف معلوم نہ ہو۔ کوئی شخص کسی کو نبی کیسے شناخت کر سکتا ہے۔

سو واضح ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسا کہ آپ کی تحریروں سے ظاہر ہے نبوت کی تعریف دو طرح پر کی ہے ایک پرانے رسمی عقیدہ کے مطابق اور وہ تعریف آپ کے اس مکتوب میں لکھی ہوئی موجود ہے۔ جو اخبار الحکم ۷ اگست ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا۔ اور جس کے الفاظ تعریف نبوت میں یہ ہیں۔

"چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خداوند تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں"۔ یہ تعریف نبوت آپ کے مکتوب میں پائی جاتی ہے۔ اور دوسری تعریف نبوت وہ ہے۔ جو براہین حصہ پنجم میں آپنے تحریر فرمائی جسکے الفاظ یہ ہیں "نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو۔ اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اسکے لیے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اسی حالت میں کہ وہ نبی امتی اپنے متبوع سے فیض پانے والا ہو"

اب اس تعریف نبوت میں جو براہین حصہ پنجم کے صفحہ ۱۳۸ پر ہے اسکے الفاظ پر نظر کرو۔ اور دوسری طرف اس عبارت کو دیکھو جو مکتوب سے اوپر نقل کی گئی۔ کیا ان دونوں میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ یا ان دونوں تعریفوں میں کھلے طور پر فرق پایا جاتا ہے پس جبتک حضرت مسیح موعود نبوت کو مکتوب والی تعریف نبوت کے معیار پر رکھتے اور سمجھتے رہے تو اسکے رو سے اپنی نبوت سے انکار کرتے رہے اور ایسا ہی اپنے نبی کہلانے سے آپ کو انکار رہا۔ اور لفظ نبی جو آپ کی نسبت آپکی وحی میں پایا جاتا ہے اسکو آپ جزوی نبوت ناقصہ نبوت یا محدثیت کے معنی میں سمجھتے رہے۔ بلکہ آپنے ایک اشتہار میں فروری ۱۸۹۲ء میں شائع کیا اس میں یہانتک لکھدیا کہ "اگر وہ ان لفظوں (یعنی جزوی نبوت نبوت ناقصہ وغیرہ) سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں میں یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرماکر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سمجھ لیں"

یہ تو آپ کا تحریر فرمانا مکتوب والی پہلی تعریف نبوت کے رو سے ہے لیکن براہین حصہ پنجم کی تعریف نبوت کے رو سے آپنے ایک غلطی کے ازالہ میں جبکہ آپ کو معلوم ہوا کہ کسی آپکے مرید نے کسی شخص کے سوال کے جواب میں آپکی نبوت کے متعلق صاف انکار میں جواب دیا اس مرید کے اس انکار نبوت کو غلطی قرار دیکر اسکی تردید میں رسالہ لکھا۔ اس کا نام رکھا "ایک غلطی کا ازالہ" جس میں آپ نے اپنے دعوے نبوت کے انکار کو غلطی قرار دیا۔ اگر یہ صحیح بات ہوتی کہ آپکے نبی ہونے سے انکار کرنا ہی درست تھا نہ اقرار کرنا تو حضرت مسیح موعود نے اپنے نبی ہونے کے انکار کو کیوں غلطی قرار دیا۔ چاہیئے تھا کہ بقول ہمارے مخالفین اپنی نبوت کا انکار سنکر خوش ہوتے کہ اس شخص نے منشاء کے مطابق انکار کیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ آپنے ایسا نہیں کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نبی ہونے کے اقرار کو غلطی قرار دیتے ہیں تو مکتوب والی تعریف نبوت کے رو سے بعد کی تصانیف میں ہر جگہ اپنی نبوت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو بھی نبوت پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی نبوت کے انکار کو گناہ ظاہر کرتے ہیں چنانچہ آپ نے آخری خط میں جو اخبار عام میں شائع کیا۔ اور جو ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کا لکھا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں .... تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اسپر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں"

پس جہاں جہاں حضرت مسیح موعود نے اپنے تئیں نبی بمعنی غیر نبی یا محدث کے معنوں میں پیش کیا ہے۔ وہ پہلی تعریف نبوت کی رو سے کیا ہے۔ اور جہاں جہاں اپنے تئیں نبی قرار دیا ہے اپنے نبی ہونے کے انکار کو غلطی قرار دیا ہے وہ اس دوسری تعریف نبوت کی رو سے ہے۔

پس ہر ایک ایسا شخص جو کچھ بھی سمجھ فہم اور عقل رکھتا ہے اور اس میں مادہ تمیز اور انصاف ہو وہ حضرت مسیح موعود کی تمام تصانیف کا ماحصل آپکی نبوت کے انکار اور اقرار کے متعلق ان ہی دو تعریفوں سے سمجھ سکتا ہے اور اصل حقیقت تک فوراً پہنچ سکتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود نے دوسری تعریف نبوت کی رو سے جس نفس نبوت سے اپنے تئیں نبی قرار دیا ہے۔ اسی کو خدا تعالیٰ کی اصطلاح نبیوں کی اصطلاح اور اسلام اصطلاح میں بعد کی تصانیف میں نبوت اور اس نبوت پانیوالے کو نبی قرار دیا ہے

چنانچہ ذیل میں حوالجات سے تصدیق ہوتی ہے۔

خدا کی اصطلاح میں نبی

خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت سے مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئیں ہیں چشمہ معرفت صہ ۳۲۵ سنہ ۱۹۰۸ء۔

اسلام کی اصطلاح میں نبی

ایسے شخص میں کہ ایک طرف تو خداتعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات و مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق انکے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔ لیکچر سیالکوٹ صہ ۱۸ سنہ ۱۹۰۴ء

نبیوں کی اصطلاح میں نبی

جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اُس میں کوئی کثافت باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے الوصیۃ صہ ۱۲ سنہ ۱۹۰۵ء

قرآن کریم میں نبی کی تعریف

جسکے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اسپر مطابق آیت فلا یظہر علی غیبہ ... کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

پھر ان دونوں نبوت کی تعریفوں میں کہ جنکا اوپر ذکر کیا گیا۔ ذیل کے حوالجات میں بھی فرق دکھایا ہے اور بتایا ہے کہ نبوت کا انکار یعنی پہلی تعریف نبوت کی رو سے کیا گیا جسمیں شریعت براہ راست بنی کا ہونا وغیرہ کو شرط ٹھہرایا گیا ہے۔ اور نبوت کا اقرار دوسری تعریف نبوت کی رو سے کیا گیا۔

چنانچہ آپ نے اسی بنا پر ایک غلطی کے ازالہ میں تحریر فرمایا۔ "میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا۔ جیساکہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں میں کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اپنے لیے اسکا نام پاکر اسکے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اسطور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ ان ہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اس کے بعد ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اس عقیدہ کے متعلق کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں مولوی محمد علی نے جو آج مسیح موعود کی نبوت کو ماننا افترا قرار دیتا ہے۔ اور مدعی نبوت کو خواہ وہ امت محمدیہ کے اندر ہو کر ہی دعویٰ کرے اسے کذاب ٹھہراتا ہے۔ رسالہ ریویو میں لکھا ہے چنانچہ جب ہم ریویو جلد ۵ نمبر ۴ صہ ۱۳۱ و صہ ۱۳۲ کو دیکھتے ہیں تو اسپر ہمیں مولوی محمد علی کی یہ تحریر ملتی ہے "آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لیے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں"۔

دیکھو اس عبارت میں مولوی محمد علی نے حضرت مسیح موعود کو نبی لکھا۔ اسکے بعد اور حوالہ پڑھیے دیکھو ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صہ ۹۶ پر کیا لکھا ہے۔

"آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے۔ انھیں آخر میں کہا گیا ہے اور یہی وہ لفظ ہے جو بجنسہ یا جس کے مترادف الفاظ ان تمام پیشگوئیوں میں لکھے ہوئے ہیں جو مسیح موعود کے متعلق ہیں"۔

اس حوالہ میں مولوی محمد علی نے مسیح موعود کو فارسی الاصل نبی لکھا ہے۔

اسکے بعد دیکھو ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صہ ۹۳ "چونکہ یہ فتنہ دجال اکناف عالم میں پھیل چکا ہے۔ اسلیے یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں موعود نبی کا مقدر تھا"۔

دیکھو اس عبارت میں مولوی محمد علی نے حضرت مسیح موعود کو موعود نبی لکھا ہے۔ اسکے بعد دیکھو ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صہ ۹۹

"پیشگوئی کے بیان میں اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رجل من ابناء فارس بھی ہے"۔

اس حوالہ میں مولوی محمد علی نے حضرت مسیح موعود کو نبی آخر زمان لکھا ہے"۔

ایسا ہی اور بھی بہت سے حوالجات ہیں جو مولوی محمد علی کی تحریروں میں مل سکتے ہیں۔ جن میں سے اوپر کے حوالجات کو بطور نمونہ پیش کیا گیا۔ اب بتاؤ خدا کے لیے تقویٰ اور انصاف کو دل میں رکھکر بتاؤ کہ رسالہ ریویو کی ایڈیٹری کے زمانہ میں جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے۔ اسوقت کی تحریروں سے مولوی محمد علی کا عقیدہ دربارہ نبوت مسیح موعود ان حوالجات مذکورہ سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ آیا اقرار کی صورت یا انکار کے معنوں میں۔ اب ہر ایک شخص جو موٹی سے موٹی عقل رکھتا ہے وہ بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے حوالجات مذکورہ میں حضرت مسیح کو نبی۔ موعود نبی فارسی الاصل نبی۔ نبی آخر زمان لکھنا اور منکروں سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کو منوانے کے لیے مناظرہ کے طور پر تحریریں پیش کرنا کیا اسوجہ سے تھا کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں تھے۔ یا یہ کہ مولوی محمد علی کا عقیدہ آپکے نبی ہونے کے خلاف تھا۔ یا اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود فی الواقع نبی تھے اور یہ کہ مولوی محمد علی فی الواقع آپ کو نبی یقین کرتا تھا۔ اور اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر

مولوی محمد علی نے آپ کو آپکی زندگی میں نبی کیوں لکھا؟ کیا غیر نبی کو نبی کہنا اور بذریعہ تحریر اپکے نبی ہونے کا اعلان کرنا یہ افترا نہ ہوگا۔ پس دو باتوں سے ایک بات کو ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔ یا یہ کہ حضرت مسیح موعود جو بقول غیر مبایعین نبی نہ تھے۔ مولوی محمد علی نے انکو نبی لکھکر ان کے سامنے افترا کیا اور غیر نبی کو نبی قرار دیا دوسرے یہ کہ مولوی محمد علی نے افترا نہیں کیا۔ اگر افترا نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود فی الواقع نبی برحق تھے۔ اور مولوی صاحب نے نبی برحق کو نبی لکھا اور امر واقع کا اظہار کیا۔ لیکن جب یہ ثابت ہو کہ مولوی محمد علی نے حضرت مسیح موعود کو نبی کہنے اور نبی لکھنے میں افترا نہیں کیا۔ تو مولوی صاحب کے آج اس انکار سے جو خلافت ثانیہ کے وقت ظہور میں آیا اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مولوی محمد علی نے حضرت مسیح موعود کے نبی برحق ہونے اور نبی برحق تسلیم کرنے کے بعد آپ کی نبوت سے انکار کیا۔ اور ایک نبی کے منکر ہونے سے اپنے تئیں اس وعید کی زد کے نیچے ڈالدیا جو خداتعالیٰ کی طرف سے منکران نبوت کے حق میں قرآن کریم میں بیان کیا گیا اور مولوی محمد علی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ افترا ہے جو خلافت ثانیہ کے شروع دور سے بنایا گیا۔ جیسا کہ اُنھوں نے رسالہ مسیح موعود نام کے صفحہ ۳۲ میں لکھا اور اس افترا کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کیا۔ اسکے متعلق یہ عرض ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود کو نبی کہنا اور نبی اعتقاد کرنا افترا ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف منسوب کیا گیا اور جسے سنہ ۱۹۱۴ء کی سازش اور بناوٹ کا نتیجہ بتایا جاتا ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ جس شخص نے سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے سنہ ۱۹۰۶ء میں قریباً آٹھ نو سال پہلے مسیح موعود کو رسالہ ریویو میں نبی۔ موعود نبی۔ فارسی الاصل نبی۔ نبی آخر زمان لکھا۔ وہ کتنا بڑا مفتری ہوگا۔ اور اس کا یہ افترا جو خود حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اور آپ کے سامنے بنایا گیا۔ کتنا بڑا افترا ہوگا۔ پس میرے دوستو غور سے سنلو کہ مولوی محمد علی کے متعلق دو باتوں سے ایک بات کو ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔ یا یہ کہ وہ مفتری ہیں کیونکہ اُنھوں نے حضرت مسیح موعود کو جو بقول ان کے غیر نبی ہیں نبی لکھکر افترا کیا۔ یا وہ نبی برحق کے منکر ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کو آپ کی زندگی میں نبی برحق تسلیم کرنے کے بعد آج سیدنا خلیفہ ثانی کی مخالفت کی وجہ سے آپکے نبی ہونے سے انکار کر بیٹھے اور اس انکار اور مخالفت میں اسقدر بڑھے کہ حضرت مسیح موعود کے متعلق تو اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۱۵ پر نتیجہ یہ کہلایا کہ وہ کذاب ہیں کیونکہ امت کے اندر رہ کر بھی دعوے نبوت کا کرنا کذاب کا کام ہے۔ اور دوسری طرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مفتری قرار دیا اور کہا کہ مسیح موعود کو نبی کہنا افترا ہے۔ جو میاں صاحب کی خلافت کے شروع زمانہ سے بنایا گیا۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ۔ بہتان اور افترا ہے۔ جو مولوی محمد علی نے خود بنایا۔ کیا مولوی محمد علی وہ شخص نہیں کہ جس نے سیدنا خلیفۃ المسیح سے بھی پہلے کئی سال رسالہ ریویو میں حضرت مسیح موعود کے بارے میں بار بار نبی کا لفظ استعمال کیا۔ اور آپکو نبی قرار دیا۔ اور آپ کے نبی ہونیکے متعلق مضامین شائع کیے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر مولوی محمد علی صاحب کا یہ کس قدر کذب اور افترا ہے۔ کہ وہ بات کہ جسے وہ افترا قرار دیکر حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پہلے خود ہی اس افترا اور اس جرم عظیم کا مرتکب ہوتا ہے۔ کیا اس سے وہ حضرت خلیفہ ثانی سے پہلے افترا کی زد کے نیچے خود نہیں آئیگا؟ آئے گا اور ضرور آئیگا۔ تو پھر دنیا کو اسطرح کے مغالطہ دینے کا کیا مطلب۔ صاف طور پر حضرت مسیح موعود کی مخالفت اور انکار کا اعلان کیوں نہیں کردیا جاتا اور حضرت مسیح موعود کی مخالفت کیلیے حضرت میاں صاحب کی مخالفت کا بہانہ کیوں تلاش کیا جاتا ہے کیا حضرت میاں صاحب کی مخالفت کی آڑ اور حضرت خلیفہ ثانی کی عداوت کا طریق اس حقیقت پر پردہ ڈال سکتا ہے جو مخالفانہ حملوں کی صورت میں مولوی محمد علی کی طرف سے حضرت مسیح موعود کے لیے صادر ہوئی اور اب تک ہو رہی ہے۔ پس دوستو! مولوی محمد علی کا مسیح موعود کی نبوت کا انکار خلافت کی مخالفت کی وجہ سے ہے اور خلافت کی مخالفت کے گناہ نے آپکو مسیح موعود کی نبوت کے انکار تک پہنچایا۔ اور ایک جرم کے ارتکاب نے آپکو ایک دوسرے بڑے جرم کے ارتکاب میں مبتلا کردیا۔ اور اگر کوئی طالب حق صداقت کا پرکھنے والا ہو۔ تو فیصلہ کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ وہ دیکھے کہ مولوی محمد علی کے پہلے کیا عقائد تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کی زندگی میں آپ کی نبوت کے متعلق ان کا کیا عقیدہ تھا۔ اور یہ کہ نبوت مسیح موعود کے متعلق عقیدہ مولوی محمد علی نے تبدیل کیا یا ہم مبایعین نے نبوت کا عقیدہ پیچھے سے خود بنالیا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ہم مبایعین کا عقیدہ دربارہ نبوت مسیح موعود خلافت ثانیہ کے زمانہ میں وہی ہے جو مولوی محمد علی کا عقیدہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں تو سمجھو کہ ہم حق پر ہیں۔ اگر خلافت ثانیہ کے عہد میں ہی مولوی محمد علی صاحب کا حضرت مسیح موعود کی زندگی میں نبوت مسیح موعود کا عقیدہ رکھنے کے بعد انکار از نبوت مسیح موعود ثابت ہو جائے تو بھی سمجھو کہ تبدیلی عقیدہ ہم مبایعین سے نہیں ہوا۔ بلکہ مولوی محمد علی کی طرف سے ظہور میں آیا۔ فیصلہ کے لیے آسانی راہ یہ ہے کہ بعد زمانہ اختلاف دیکھا جائے کہ اتحاد کے عقائد کے خلاف کس کے عقائد ہیں۔ سو ظاہر ہے کہ مسیح موعود آخری ایام تک بموجب تحریری حوالجات مولوی محمد علی جو ریویو کے اوپر دکھائے گئے۔ مسئلہ نبوت مسیح موعود کے عقیدہ میں ہم سب اکٹھے تھے مسئلہ خلافت میں بھی بعد وفات حضرت مسیح موعود اکٹھے تھے قادیان کے واحد مرکز ہونے میں بھی اکٹھے تھے۔ اب اختلاف ہوتا ہے۔ اختلاف کے بعد نبوت۔ خلافت اور مرکز تینوں امور میں خلاف کس فریق سے ظاہر ہوا۔ جس سے ظاہر ہوا وہی سمجھو حق پر نہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی نے کی نہ ہم نے۔ پس ان وجوہات کے ہوتے ہوئے کون نہیں سمجھ سکتا

کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے مبائعین کا عقیدہ دربارہ نبوت مسیح موعود صحیح ہے اور حق۔ اور مولوی محمد علی کا عقیدہ دربارہ انکار نبوت مسیح موعود جو نبوت مسیح موعود کے عقیدہ رکھنے کے بعد بصورت تبدیلی عقیدہ ظہور میں آیا۔ وہ سراسر غلط اور حضرت مسیح موعود کے عقیدہ اور منشاء کے صریح خلاف ہے۔ اور مولوی محمد علی کے وہ حوالجات جو ہم نے ریویو کی مختلف اشاعتوں سے پیش کیے اور جنمیں یہ دکھایا کہ مولوی محمد علی نے مسیح موعود کی زندگی میں آپکے سامنے آپ کی نسبت لفظ نبی اور موعود نبی۔ اور فارسی الاصل نبی اور نبی آخر زمان کا استعمال کیا۔

اگر کسی کو ان الفاظ کے متعلق شک ہو اور ہمپر بدظنی کرے کہ ایسے الفاظ خود بنائے گئے ہیں اور مولوی محمد علی نے ایسے الفاظ کہیں نہیں لکھے۔ تو ہم ایسے شخص کو جو ہمارے ان حوالجات کو غلط ثابت کردے سو روپیہ کا انعام دینے کے لیے تیار ہیں لیکن اگر یہ غلط ثابت نہ ہو سکیں۔ تو پھر ان کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد مولوی محمد علی جو کھلے دلائل سے غلط اور باطل عقیدہ پر ثابت ہوتا ہے اسے پھر بھی حق پر تسلیم کرنا کسقدر ظلم ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ان کھلے ثبوتوں کے بعد حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی کا مخالف اور مولوی محمد علی کا ہم عقیدہ ہوتا ہے تو لاریب ایسے شخص کی وہی پوزیشن ہوگی جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر وغیرہ خلفاء برحق کے مخالف باغیوں شیعہ اور روافض کی پوزیشن سمجھی جاتی ہے پس اب جس کی مرضی ہے وہ حضرت خلیفہ ثانی کو خلیفہ برحق تسلیم کر کے ان لوگوں کی پوزیشن اختیار کرے جنھوں نے پہلے خلفاء کو برحق تسلیم کیا۔ اور جس کی مرضی ہے وہ آپکی مخالفت سے آپکے مخالفوں سے ملکر شیعہ اور روافض کی پوزیشن کو اختیار کرے۔ لیکن میں ان بھائیوں کے متعلق کہ جو حضرت مسیح موعود پر اسلیے ایمان لائے کہ وہ خدا کو خوش کریں اور ان کی عاقبت سنور جاوے۔ اور ان کے دل میں تقوے کی روح پائی جاتی ہے یہ بدظنی نہیں کر سکتا کہ وہ ان صداقتوں کے سننے کے بعد حضرت مسیح موعود کی پاک اولاد اور آپکے برحق خلیفہ کو غلط عقیدہ پر تسلیم کرنے کی جرأت کرتے ہوئے ان سے علیحدگی اور ان کے مخالفوں سے موافقت اور اتحاد قایم کرلینگے۔ مجھے یہ ہرگز امید نہیں کہ آپ لوگوں میں کوئی یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ حضرت مسیح موعود۔ کہ جنھیں خدا نے تمام دنیا کی اصلاح کے لیے رحمۃ للعلمین کرکے بھیجا۔ ان کی اولاد ساری کی ساری آپ کی وفات کے بعد خطرناک غلط عقیدہ میں مبتلا ہو گئی۔ اور نعوذ باللہ ایک غیر نبی کو بقول محمد علی نبی قرار دینے سے مفتریانہ عقیدہ پر قائم ہو گئی۔ کیا دنیا میں کوئی نبی اور کوئی ولی ایسا گزرا کہ جس کی ساری کی ساری اولاد پر غضب نازل ہوا ہو کہ اس کے مرنے کے بعد وہ اسطرح کے غلط عقیدہ اور مفتریانہ اعتقاد میں مبتلا کی گئی جسطرح کے بقول محمد علی حضرت مسیح موعود کی اولاد مبتلا ہوئی۔ حالانکہ مسیح موعود کی بار بار کی وحی نے آپ کی اولاد کے متعلق بشارتیں دیں کہ وہ سب کے سب پاک اور برگزیدہ ہونگے۔ اور یہ آپنے فرمایا کہ میری یہ سب موعود اولاد حضرت مریم کی کی طرح پاک اور نیک ہے۔ اور یہ سب کے متعلق مبشر الہامات ہیں۔ مثلاً خلیفہ ثانی کو خدا کی وحی میں محمود۔ بشیر۔ فضل عمر مصلح موعود۔ فخر رسل اور حسن و احسان میں مسیح موعود کا نظیر فرمایا گیا۔ اور حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو قمر الانبیاء۔ اور نور اور فضل فرمایا گیا۔ اور حضرت میاں شریف احمد کو مسیح موعود کا قائم مقام بتایا گیا۔ اب غور کرو کہ ایسی اولاد کہ جس کی شان میں خدا تعالیٰ کی یہ بشارتیں ہوں اگر اسے گمراہ اور مفتریانہ اعتقاد نبوت میں مبتلا سمجھا جاسکے تو بتلاؤ کہ پھر مسیح موعود کی وحی کا کیا باقی رہ جاتا؟ اور مسیح موعود کی حقیقت کے متعلق اور خدا تعالیٰ کی شان کی نسبت کیا کہنا پڑے گا کہ خدا کی وحی جو مسیح موعود پر نازل ہوئی وہ سراسر جھوٹی اور بالکل غلط نکلی۔

ونعوذ باللہ من ذالک۔ پس بجائے اسکے کہ مولوی محمد علی کے کہنے پر حضرت مسیح موعود کی اولاد اور آپکے خلیفہ برحق کو گمراہ اور غلط اور مفتریانہ عقیدہ میں مبتلا یقین کریں۔ ہم کیوں نہ تسلیم نہ کریں کہ مولوی محمد علی نے نبوت مسیح موعود کے عقیدہ کو تسلیم کرنے کے بعد انکار نبوت مسیح موعود سے اپنا عقیدہ کو خلیفہ ثانی کی مخالفت سے تبدیل کرلیا تا انکار خلافت میں سہولت پیدا ہو جائے اور پھر انکار نبوت سے تبدیلی عقیدہ کے ساتھ مولوی محمد علی خود ہی گمراہ ہو گیا۔ اور آپ گمراہ ہونے سے دوسروں کو بھی جو اسکے ساتھ جا ملے۔ لے ڈوبا۔

اور حقیقت میں بات بھی یہی حق اور سچ ہے۔ کہ مولوی محمد علی نے خلافت کے انکار اور نبوت مسیح موعود کے انکار سے اپنے تئیں ضلالت کے گڑھے میں ڈال لیا۔ اب گمراہ تو خود ہوا۔ اور طرفہ یہ کہ گمراہی اور افترا کا فتویٰ اس کی طرف سے مسیح موعود کی پاک اولاد اور پاک خلیفہ کے حق میں ہے

افسوس صد افسوس۔

اور یہ کہنا کہ گو حضرت مسیح موعود دوسری قسم تعریف نبوت کی رو سے نبی برحق ثابت ہو گئے ہیں۔ جیساکہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے ثابت کیا گیا اور مزید برآں مولوی محمد علی کے حوالجات سے بھی دکھایا گیا کہ حضرت مسیح موعود فی الواقع نبی ہیں لیکن جب قرآن کریم میں خاتم النبیین اور حدیث میں لا نبی بعدی لکھا ہے۔ تو اب اس کے ہوتے ہوئے حضرت مسیح موعود نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ تو اسکے جواب میں یہ عرض ہے کہ اس کے معنے جو حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمائے ہیں ان معنوں کی رو سے ارشاد خاتم النبیین فرمودہ لا نبی بعدی آپ کی نبوت کے لیے مزاحم نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۶۶ و صفحہ ۶

میں فرماتے ہیں:۔

ولعنی بختم النبوۃ کمالاتھا علی نبینا الذی ھو افضل رسل اللہ وانبیاءہ و نعتقد بانہ لا نبی بعدہ الا الذی ھو من امتہ

حضرت اقدس اپنی اس عبارت میں ختم نبوت سے مراد ختم کمالات نبوت لیتے ہیں اور لا نبی بعدی کی مراد آنحضرت کے بعد امتی کے نبی بنکر آنے کے سوا دوسرے سب اقسام کے انبیاء کی نفی کے معنے لیتے ہیں اور وہ معنے جو حضرت مسیح موعود سے ثابت ہوں کسی کا حق نہیں کہ احمدی ہو کر ان سے انکار کرے۔ پھر حضرت مسیح موعود کے یہ وہ معنے ہیں کہ قرآن سے انکی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت نعمتی کا قانون قائم کیا۔ اور اس ارشاد میں بتایا کہ دین کا کمال کیا اور نعمت کا اتمام کیا گیا اور نعمت کے چار اقسام بیان فرمائے۔ نبوت۔ صدیقیت شہیدیت۔ صالحیت اور دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم سے ہدایت فرمائی کہ ان انعامات موعودہ کو دعا کے ذریعہ طلب کرو۔ جسکا یہ مطلب ہے کہ وہ انعامات موعود دینے کے لیے ہیں نہ صرف وعدہ کے الفاظ تک محدود کیے گئے جس سے ظاہر ہے کہ اگر اس اُمت میں صدیق۔ شہید۔ صالح ہوں گے اور ضرور ہونگے جس کے مطابق حضرت مسیح موعود نبی ہوئے۔ اور وہ وعدہ جو کیا گیا تھا اسے پورا کیا گیا۔

پس ان ارشادات مذکورہ سے حضرت مسیح موعود کے ان معنوں کی جو خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے ارشاد کے اوپر دکھائے گئے تصدیق ہوتی ہے۔ جسکے بعد کسی احمدی کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ ان صحیح معنوں سے انکار کرے۔ پس حضرت مسیح موعود کے نزدیک آنحضرت کا خاتم النبیین ہونا۔ ان معنوں میں نہیں کہ آپکے بعد نبوت بند ہے۔ بلکہ ان معنوں میں ہے کہ آپکے بعد نبوت صرف آپکی اتباع سے آپکی اُمت میں سے ہونے سے ملتی ہے چنانچہ آپ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلعم کو خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لیے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپکی توجہ روحانی نبی تراش ہے اب ان الفاظ کے ہوتے ہوئے اور اس کھلی تصریح کے خلاف تعلیم کرسکے۔ بشرطیکہ وہ احمدی ہو اور جو احمدی نہیں اُسکا انکار تو کچھ چیز نہیں وہ سو دفعہ انکار کرے اُسکی ہمیں کیا پرواہ ہے۔ علاوہ اسکے حضرت مسیح موعود کو قرآن کریم کی آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ جو آپ کی نسبت پیشگوئی ہے اور جسے آپنے اپنے حق میں تسلیم کیا کیونکہ یہی آیت آپ کو اپنی نسبت الہام بھی ہوئی خدا نے آپ کو رسول قرار دیا۔ اور حدیث نبوی میں جو صحیح مسلم میں ہے اسمیں چار دفعہ آپ کو نبی اللہ فرمایا گیا اور یہ آپ کی وحی میں آپ کو بارہا رسول کے الفاظ سے پکارا گیا۔ اور علاوہ اسکے آپنے اپنی تحریروں میں بار بار اپنے نبی ہونے کا اظہار مدلل طور پر فرمایا۔ تو اب ان ثبوتوں کے بعد ہمیں سمجھنا کہ آپکے نبی ہونے کے لیے اور کس طرح کے ثبوت کی ابھی ضرورت باقی ہے۔

پہلے نبیوں کے نبی ہونے کا ثبوت تو اسوقت ہمارے پاس بجز اسکے نہیں کہ قرآن کی وحی نے ان کو نبی کہا۔ اور ہمنے مان لیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی نبوت اور رسالت کے تو اسقدر نشان ہمارے سامنے ہیں کہ خود حضرت مسیح موعود ان کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ ان نشانوں کو اگر ہزار لاکھ نبی پر تقسیم کیا جائے تو ان کی بھی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ اب ایسی نبوت کہ جسکے نشانات کا ہزارم حصہ ایک مستقل اور حقیقی کا ثبوت بن سکتا ہے۔ تو خدارا غور کرو کہ کیا ایسے ہزار حصے سالم ان نشانوں کے حضرت مسیح موعود نبی برحق میں اور ضرور ہیں۔ اسکے بعد ہم بعض دلائل حضرت مسیح موعود کی نبوت کے ذیل میں نمبروار لکھتے ہیں۔

(۱) آپ نبی ہیں اسلیے کہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ جو شرط نبوۃ ہے وہ آپ میں پائی جاتی ہے۔ حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱

(۲) آپ نبی ہیں اسلیے کہ خدا نے آپ کا نبی نام رکھا مکتوب اخبار عام اور نبی وہی ہوسکتا ہے جسے خدا نبی کہے اور اسکا نام نبی رکھے۔

(۳) آپ نبی ہیں اسلیے کہ سردار انبیا نے آپکا نام نبی رکھا (نزول المسیح)۔ پس جسے سردار انبیا نبی کہے اور اسکا نام نبی رکھے اُسے غیر نبی کہنا مسیح موعود اور سردار انبیا دونوں نبیوں کی ہتک ہے بلکہ بلکہ خدا تعالیٰ کی بھی جسنے اپنی وحی کے ذریعے مسیح موعود کے نبی ہونے کی خبر دی۔

(۴) آپ نبی ہیں۔ اسلیے کہ آپکے نشانات اسقدر ہیں کہ اگر ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے (چشمہ معرفت) لیس جبکہ آپکے نشانوں کا ہزارم حصہ پہلے نبیوں کی نبوت کا ثبوت بن سکتا ہے تو سالم ہزار حصے نشانوں کے آپ کی نبوت کا کیوں ثبوت نہ ہوسکیں۔

(۵) آپ نبی ہیں اسلیے۔ کہ آپ مبشر اور منذر ہیں اور جو خدا کی طرف سے کسی قوم کے لیے مبشر اور منذر کرکے بھیجا جائے وہ نبی ہوتا ہے۔ پس آپ نبی ہیں۔

(۶) آپ نبی ہیں اسلیے۔ کہ آپ اختلاف امت کے فیصلہ کیلیے حکم کرکے بھیجے گئے جو امت کے اختلافات کے فیصلہ کے لیے خدا سے مامور ہوکر اور حکم بنکر آئے وہ نبی ہوتا ہے۔ پس آپ نبی ہیں۔

(۷) آپ نبی ہیں اسلیے۔ کہ آپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور جو نبی ہوتا ہے وہ لوگوں میں اپنی نبوت کا اعلان کرتا ہے جیسا کہ آپ نے کیا۔ پس آپ نبی ہیں۔

(۸) آپ نبی ہیں اسلیے کہ آپنے مقام نبوت کو پایا (جیسا کہ آپ حقیقۃ الوحی ص ۹۹ پر فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت کے

افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔) اور ظاہر ہے کہ نبی وہی ہوتا ہے جو مقام نبوت کو پائے۔ پس آپ نبی ہیں۔

(۹) آپ نبی ہیں اسلیے کہ آپکے مبعوث ہونے کے بعد عذاب الٰہی جو مجرمین کی سزا کے لیے بھیجا جاتا ہے ظہور میں آیا۔ اور جسکے مبعوث ہونے کے بعد عذاب ظہور میں آتا ہے وہ نبی ہوتا ہے (چنانچہ آپ تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۵۲ پر تحریر فرماتے ہیں "خدا نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا تب وہ وقت آگیا کہ ان کو انکے جرائم کی سزا دیجائے") پس آپ نبی ہیں۔

(۱۰) آپ نبی ہیں اسلیے کہ آپ آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ میں جو ایک نبی کی پیشگوئی کی گئی ہے اسکے مصداق ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷) "اور یہ آیت آخر زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے" پس آپ نبی ہیں:۔

(۱۱) آپ نبی ہیں اسلیے کہ آپکو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا اور جسے صریح طور پر خدا تعالیٰ سے خطاب ملے۔ وہ نبی ہوتا ہے پس آپ نبی ہیں۔

(۱۲) آپ نبی ہیں اسلیے کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام جو نبی اللہ ہیں تمام شان میں بڑھکر ہیں (دیکھو دافع البلا) اور جو کسی نبی سے تمام شان میں بڑھکر ہو وہ اس کلی فضیلت کیوجہ سے نبی ہوتا ہے نہ غیر نبی۔ پس آپ نبی ہیں۔

(۱۳) آپ نبی ہیں اسلیے کہ جو تعریف نبی کی ہے وہ آپ پر صادق آتی ہے (دیکھو بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء جلسہ میں نبی ہوں)

(۱۴) آپ نبی ہیں اسلیے کہ آپ خدا کے حکم کے موافق نبی ہیں اور جو خدا کے حکم کے موافق نبی ہوتا ہے وہ نبی ہوتا ہے پس آپ نبی ہیں۔

پس ہے دوستو تم ہوشیار رہو اور کسی مغالطے کے دھوکہ میں نہ آؤ۔ تمھیں کئی بد اندیش مخالف حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق دھوکا دینا چاہینگے۔ اور کئی ایسے "مکتوب الحکم والی تعریف نبوت کی رو سے انکار نبوت میں ہونگے تمھارے سامنے پیش کرینگے۔ سو تم ان سب کے جواب میں صرف یہی ایک بات پیش کردو کہ کافی ہے جتنی کہ جہاں جہاں حضرت مسیح موعود نے اپنی نبوت سے انکار کیا ہے پہلی تعریف نبوت کی رو سے کیا ہے جس میں صاحب شریعت ہونا اور مستقل نبی ہونا۔ بعض احکام کا ناقص ہونا۔ کسی پہلے نبی کا امتی نہ ہونا وغیرہ وغیرہ شرائط کو تعریف نبوت میں پیش کیا ہے

ایسا ہی بعض مخالف اگر تمھارے سامنے مسیح موعود کی ان تحریروں کو پیش کریں کہ جنمیں یہ لکھا ہو کہ مسیح موعود نے اپنے انکار کو کفر نہیں ٹھہرایا۔ پس اگر آپ نبی ہوتے تو انکار کو کفر قرار دیتے تو ایسی تحریروں کا جواب بھی یہی کافی ہے کہ جبتک آپنے اپنی پہلی تعریف نبوت کی رو سے اپنے نبی ہونے کا انکار کیا تب تک اپنے انکار کو کفر بھی قرار نہیں دیا لیکن جب اپنے تئیں نبی قرار دیا تو اسکے بعد اپنے انکار کو کفر ٹھہرایا۔ چنانچہ اسکے لیے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ اور صفحہ ۱۷۹ کو پیش کرو کیونکہ وہاں صاف طور پر اپنے انکار کو کفر قرار دیا ہے صفحہ ۱۶۳ پر فرماتے ہیں "یہ عجیب بات ہے کہ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے" صفحہ ۱۷۹ پر فرماتے ہیں "اول ایک یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا...... اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کافر ایک ہی قسم میں داخل ہیں" اور اور پھر اس عبارت سے آگے چلکر فرماتے ہیں "اسمیں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کی کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت جس کی بنا ظاہر ہے اسکا نام بھی کافر رکھا ہے اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں" پس حضرت مسیح موعود نے جہاں اپنے انکار کو کفر نہیں قرار دیا وہاں پہلی تعریف نبوت کی رو سے اپنی نبی ہونے سے انکار کرنے کی وجہ سے اور جہاں کفر قرار دیا ہے وہاں اپنے نبی ہونے کیوجہ سے پھر آپکی وحی قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اِنِّیْ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ کو پڑھو کہ مسیح موعود کے منکروں کو خدا نے کن الفاظ میں یاد فرمایا آیا کافر کے لفظ سے انھیں کافر قرار دیا ہے یا مومن۔ خدا کے فتوے سے بڑھکر اور کسکا فتویٰ ہو سکتا ہے پس غور کرو اور خدا کی اس وحی کے منشاء کے خلاف کہنے سے باز آؤ۔ اور کفر و اسلام کے تنازع کے فیصلہ کے لیے اسکو کافی یقین کرو۔ ایسا ہی تحفہ گولڑویہ کے ایڈیشن دوم کے صفحے ۲۷ پر تحریر فرماتے ہیں "حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمھیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمھارے سر پر ہو اور تمھارے عمل حبط ہو جائیں اور تمھیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھسے فیصلہ چاہتا ہے۔ اور جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اسمیں تم نخوت اور خود اختیاری پاؤگے پس جانو وہ مجھ سے نہیں" حضرت مسیح موعود نے اس عبارت میں اپنی جماعت کی ہر ایک فرد کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ تمام دوسرے فرقے جو دعوے اسلام کرتے ہیں ان سے بکلی ترک کرے۔ بکلی ترک کرنے کا ایسا فقرہ ہے کہ اسکے بعد غیر احمدیوں سے رشتہ ناطہ۔ نماز عبادت اور نماز جنازہ وغیرہ امور دینیہ اور دنیویہ میں کسی طرح سے بھی تعلق رکھنا جائز نہیں کیونکہ بکلی کا لفظ کسی حیلہ بہانہ سے کام لینے والے کے لیے کسی طرح بھی گنجائش باقی نہیں چھوڑتا۔ اگر کوئی اسکے خلاف کرے تو حضرت مسیح موعود کے نزدیک ایسے شخص نے خدا کا الزام اپنے سر پر لیا۔ اور یہ کہ اسکے عمل حبط ہو جاینگے۔ اور یہ کہ اسمیں نخوت خود پسندی اور خود اختیاری سمجھی جائیگی۔ اور یہ کہ وہ ایسی باتوں سے احمدی نہیں رہ سکتا اور نہ ہی اسکا تعلق حضرت مسیح موعود سے باقی رہ سکتا ہے۔ دوستو یہ کھلے کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود کے ہدایات اور ارشادات جنکو تمھارے سامنے سنایا گیا۔ سو جو احمدی کہلاتا ہے اور دعوے احمدیت میں سچا ہو۔ مخلص ہے نہ منافق اسکے لیے حضرت مسیح موعود کے ہدایات قبول کرنے میں کچھ بھی عذر اور چارہ نہیں ہوگا۔ لیکن ایسا شخص جو منافق ہے اور جسکے اندر بقول حضرت اقدس نخوت۔ خود پسندی۔ اور خود اختیاری ہے۔ وہ ضرور ہے کہ حضرت اقدس کے ارشادات کے خلاف کوئی حیلہ بہانہ تراشے۔ سو تم ایسے شخص کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو کیونکہ تمھارا حضرت اقدس جناب مسیح موعود کے ساتھ تعلق ہے اور آپ پر ایمان ہے نہ کسی زید بکر پر پس تم اصولی طور پر حضرت مسیح موعود کی ان تمام تحریروں کی اصلیت سے آگاہ ہوتے اور حقیقت اصلیہ کے سمجھنے کیلیے ایک آسان سے آسان شاہراہ بتادی گئی سو تم اس شاہراہ کے مطابق مخالف لوگوں کے مغالطہ سے خود بھی بچو اور دوسرے سادہ اور بیخبر لوگوں کو بھی بچاؤ۔ اور جب بھی کوئی مخالف مسیح موعود کی نبوت کے انکار کے حوالجات یا آپکے انکار کے متعلق کفر اور عدم کفر کے حوالجات یا رشتہ ناطہ اور نماز جنازہ وغیرہ کے حوالجات پیش کرے تو ان سب حوالجات کے بیان میں دو قسم کی تعریف نبوت کو مرجب اختلافات پیش کرکے وہ حوالجات جو پہلی قسم کی تعریف نبوت کے ماتحت ثابت ہوں جیسے کہ انکار نبوت کے حوالے انکار نتیجہ عدم کفر کے حوالے نماز جنازہ کے جواز کے حوالے